رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

لاہور پاکستان

یوم شنبہ

شرح چندہ

سالانہ	۲۱ روپے
ششماہی	۱۱ "
سہ ماہی	۶ "
ماہوار	۲ۜ½ "

فی پرچہ ۱ر

جلد ۲	۲۴ روفا ۱۳۲۷ ہش	۱۶ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ	۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء	نمبر ۱۶۷

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے متعلق تازہ اطلاع

کوئٹہ ۲۲ر جولائی۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز رہی۔ سر میں شدید درد کے باوجود حضور نے قرآن مجید کا درس دیا۔ اور اس امر پر افسوس کا اظہار فرمایا کہ جماعت نے حلف الفضول کی تحریک کی طرف سے بہت بے توجہی برتی ہے۔ چاہیئے کہ اس تحریک کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اور اسکو حقیقی معنوں میں کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے ۔

چوبرجی کے رقبے میں کھانڈ کی چوربازاری

لاہور ۲۳ر جولائی - چوبرجی کے رقبے میں کھانڈ کی باقاعدہ چوربازاری کا سراغ ملا ہے۔ اسسٹنٹ راشننگ کنٹرولر لاہور نے اچانک چھاپہ مار کر چوربازاری کے مجرموں کو موقع پر پکڑ لیا۔ اور بتایا جاتا ہے کہ یہ لوگ دو اڑھائی لاکھ روپے کی کھانڈ اس طرح بلیک مارکیٹ میں فروخت کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں راشن کے ایک ڈپو ہولڈر کا ڈپو منسوخ کیا گیا ہے۔ اور چودہ آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے مزید تحقیقات جاری ہے۔ پولیس نے ۹۰ بوری کھانڈ کی برآمد بھی کر لی ہیں۔

پاکستان کے سیکرٹری جنرل کی کشمیر کمیشن کے اجلاس میں شمولیت

پاکستان کے نقطہ نگاہ کی وضاحت

نئی دہلی ۲۳ر جولائی۔ پاکستان کے سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی نے آج دہلی میں کشمیر کمیشن کے اجلاس میں شرکت کی۔ کمیشن کی طرف سے پیشکردہ بعض سوالات کے متعلق آپ نے حکومت پاکستان کے نقطہ نگاہ کی وضاحت کی۔ کمیشن کا اگلا اجلاس سوموار کو منعقد ہوگا۔

کشمیر کمیشن نے عارضی صلح کیلئے ایک فارمولا پیش کر دیا

دونوں حکومتیں اسپر غور کر رہی ہیں

نئی دہلی ۲۳ر جولائی۔ کشمیر کمیشن کے ممبر گجرات کی شام کو پنڈت نہرو سے ملے۔ گرجا شنکر باجپائی اور مسٹر ولوڈی کے علاوہ دیگر فوجی اعلیٰ احکام بھی موجود تھے۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کمیشن پاکستان اور ہندوستان سے کشمیر میں عارضی صلح کے لئے گفت و شنید کر رہا ہے۔ کمیشن نے لڑائی بند کرنے کے لئے ایک فارمولا پیش کیا ہے۔ جس کی تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ دونوں حکومتیں اس پر غور کر رہی ہیں۔ حکومت ہند اس بات پر زور دے رہی ہے۔ کہ کشمیر کو بیرونی حملوں سے بچانے کے سلسلے میں اس کا حق تسلیم کیا جائے۔

مسٹر اٹیلی اور مارشل سٹالن میں ملاقات ہوگی

برلن ۲۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ برلن کے تنازعہ کو طے کرنے کے لئے عنقریب مسٹر اٹیلی وزیر اعظم برطانیہ اور مارشل سٹالن کے درمیان ایک ملاقات ہوگی۔

ملایا اور سنگاپور میں کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا

سنگاپور ۲۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ ملایا اور سنگاپور میں کمیونسٹ پارٹی کے علاوہ ایسی تمام جماعتوں کو جن کا اس پارٹی کے ساتھ تعلق ہے خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ اور اس قسم کی سوسائٹیوں اور جماعتوں کو پوری طاقت سے ختم کرنے کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ تاکہ وہ پھر کبھی سر نہ اٹھا سکیں ۔

ہندوستانی فوجیوں کے مظالم سے اہل کشمیر تنگ آ چکے ہیں

سرینگر سے آنیوالے ایک مسلمان کے تاثرات

لاہور ۲۳ر جولائی۔ خواجہ غلام حسین صاحب سرینگر سے براستہ جموں۔ مادھوپور۔ گورداسپور۔ امرتسر سفر کرتے ہوئے پرسوں لاہور پہنچے ہیں۔ خواجہ صاحب نے آزاد کشمیر گورنمنٹ کے ایک نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا پاکستان سے جموں تک انہوں نے ایک بھی مسلمان نہیں دیکھا۔ آپ نے بتایا کہ انہوں نے جموں سے مکمل ہندوانہ بھیس بنا لیا تھا۔ اور آپ کشمیری پنڈت دکھائی دیتے تھے۔ اس لئے آپ سے زیادہ پوچھ گچھ نہیں ہوئی۔ تاہم آپ نے مزید احتیاط یہ کی۔ کہ عموماً رات کو سفر کرتے رہے۔

کشمیر کے متعلق آپ نے بتلایا کہ ہندوستانی فوجیوں کے مظالم سے اب اہل کشمیر بہت تنگ ہیں۔ ہندو سکھ فوجی لاریوں میں جاتے ہوئے کسی نوجوان عورت کو دیکھ پاتے تو اسے جبراً اٹھا کر لاری میں ڈال لیتے ہیں۔ انہوں نے بعض کشمیری پنڈت عورتوں پر بھی جبر کیا ہے۔ اس لئے اب پنڈت بھی عبداللہ حکومت اور انڈین یونین سے روگرداں ہیں۔ راستہ چلتے ہوئے مسافروں کو فوجی لوٹ لیتے ہیں۔ اور گولیوں کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔ اگر دیہات میں داخل ہو جائیں۔ تو قیامت آ جاتی ہے۔ لوٹ مار قتل زنا بالجبر جبری اغوا کے بعد جاتے ہوئے گاؤں کو آگ لگا جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی جلے ہوئے گاؤں میرے اس بیان کی صداقت کی دلیل ہیں۔ یہ حالات دیکھ کر نیشنل ملیشیا (شیخ عبداللہ کی رضا کار فوج) اور مسلمان لاری ڈرائیور بھی اب شیخ عبداللہ کے خلاف ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے لاری ڈرائیور شیخ صاحب کے مداح اور مخلص رضاکار تھے۔ کشمیر کی اقتصادی حالت اب بالکل خراب ہے۔

بخشی غلام محمد ڈپٹی پرائم منسٹر نے انڈین یونین سے روپیہ لینے کے علاوہ مقامی طور پر لوٹ مار کی ہے۔ انہوں نے حال ہی میں ساٹھ ہزار روپے خرچ کر کے کوٹھی بنائی ہے۔ حالانکہ بخشی پہلے ایک معمولی

ہندوستان میں پناہ گزینوں اور پناہ گزین اداروں کو دس سال کے میعادی قرضے دینے کی تجویز

لاہور ۲۳ جولائی — اپنے نامہ نگار سے

ہندوستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم پاکستان کے دفتر سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کا شعبہ بحالیات پناہ گزینوں اور پناہ گزین اداروں کو صنعت کاری اور کاروباری اغراض کے لئے قرضے دے گا۔ اس نئے مالیاتی شعبے کا دفتر کناٹ پلیس دہلی میں ہے۔ قرضے کے حصول کے لئے درخواستیں مطلوبہ فارموں پر طلب کی گئی ہے۔ جو دہلی میں کناٹ پلیس والے دفتر سے مشرقی پنجاب میں ڈپٹی کمشنروں کے دفاتر سے ایک آنہ فی فارم کے حساب سے مل سکتے ہیں۔ مغربی بنگال اور دوسری صوبائی حکومتوں کے چیف سیکرٹریوں کو بھی فارم ارسال کر دیئے جا چکے ہیں۔

پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں۔ امداد باہمی کی سوسائٹیوں اور جائنٹ سٹاک کمپنیوں کو قرضوں کی درخواستیں بذریعہ ڈاک ارسال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ یہ محکمہ کم از کم ۵ ہزار کے قرضے کے لئے درخواستیں وصول کرے گا۔ امداد باہمی کی سوسائٹیاں اور جائنٹ سٹاک کمپنیوں کو ایک لاکھ سے زائد اور دوسرے اداروں کو پچاس ہزار سے زیادہ قرضہ نہیں مل سکے گا۔ توقع ہے کہ یہ قرضے زیادہ سے زیادہ دس سال کے اندر واجب الادا ہوں گے۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید ۔۔۔ [illegible]

روزنامہ الفضل
۲۴ جولائی ۴۸ء

نظام حیدرآباد — اور — لارڈ ماونٹ بیٹن

لارڈ ماونٹ بیٹن نے جب آپ انڈین یونین کے گورنر جنرل کے عہدہ پر سرفراز تھے نظام حیدرآباد کو ایک مکتوب میں اپنا ذاتی اور دوستانہ مشورہ یہ دیا تھا۔ کہ چونکہ اقلیت کی ایک تمت پر سرحکومت ہے انڈین یونین اس وقت تک کسی فیصلہ پر رضامند نہیں ہوگی جب تک کہ ذمہ دار حکومت ریاست میں تسلیم نہ کی جائے گی۔ جس سے آپ کا مطلب تھا۔ کہ جب تک حکومت کا کاروبار ہندو اکثریت کو نہ سونپ دیا جائے گا۔ انڈین یونین کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ لارڈ ماونٹ بیٹن نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ یہ محض ریاست اور نظام کے مفاد کے پیش نظر ذاتی مشورہ ہے۔ بطور انڈین یونین کے گورنر جنرل کے نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ لارڈ ماونٹ بیٹن نے دوستانہ اور ذاتی مشورہ کا طریق اسی لئے اختیار کیا تھا۔ کہ اپنے سرکاری مشورہ کو تسلیم کرانے کے لئے آسانی پیدا ہو جائے۔ ورنہ جب مشورہ تقریباً وہی ہے جو سرکاری عہدہ دار کی حیثیت سے آپ دے رہے تھے۔ تو اس میں دوستی کا کیا تعلق سوال ہے کہ اگر لارڈ موصوف نظام کے بڑے خیرخواہ اور محب تھے۔ تو کیا وہ انڈین یونین کے دشمن تھے۔ انہوں نے اس قسم کا مشورہ انڈین یونین کو معاملہ کشمیر میں کیوں نہ دیا۔ اور ایک منصف مزاج حاکم ہونے کی حیثیت میں انہوں نے کیوں نہ پنڈت نہرو کو سمجھایا۔ کہ کشمیر کی ہم اس لحاظ سے کہ کشمیر کی اکثریت انڈین یونین کے حق میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ چاہتی ہے۔ کہ ملک میں حقیقی ذمہ دار حکومت قائم کی جائے انڈین یونین کو مہاراجہ جموں و کشمیر جیسے خود مختار حکمراں کے رائے عامہ کے خلاف مدد نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اپنے جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی کر کے کشمیر کی نہتی اکثریت کو مٹانے اور ڈوگرہ اقل اقلیت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے فوجیں لے کر چڑھ نہیں دوڑنا چاہیئے۔

جب لارڈ موصوف نے بطور گورنر جنرل مہاراجہ جموں کی درخواست الحاق منظور کی تھی۔ اس وقت آپ کے یہ مخلصانہ جذبات کہاں تھے۔ یہ مخلصانہ مشورہ انڈین یونین اور ڈوگرہ مہاراجہ کو کیوں نہ دیا گیا۔ اور اسکو کیوں نہ سمجھایا گیا۔ کہ ریاست میں حقیقی ذمہ دار حکومت قائم کرو۔

کیا لارڈ موصوف کو ان تمام باتوں کا علم نہیں ہے۔ جو ریاست جموں و کشمیر کے معاملہ میں کی گئیں اور کس طرح شیخ عبداللہ جیسے دشمن کو مہاراجہ سے بغل گیر کیا گیا۔ وہاں تو صرف انڈین یونین کی خوشنودی کے لئے مشرق و مغرب کے کنارے ملا دیئے۔ جس کا صریح نتیجہ نظر آرہا تھا کہ نوے فیصدی مسلمان اکثریت چند لاکھ ڈوگروں کی دائمی غلام بن جائے گی۔ لیکن ریاست حیدرآباد کا سوال پیش ہو۔ تو اکثریت کے حقوق کا سوال لارڈ موصوف کو اس قدر متاثر کر دیتا ہے کہ آپ صرف نظام کے فائدے کے نقطہ نظر سے چاہتے ہیں۔ کہ ہندو اکثریت کے حقوق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ انڈین یونین اپنی بات منوا کر ہی دم لے گی۔ اور اس سے نظام کو ہی نقصان پہنچے گا۔

دوستی کے پردہ میں جو دھمکی نظام کو دی گئی ہے۔ لارڈ موصوف کے وقار کو کچھ بھی زیادہ نہیں کرتی۔ بلکہ آپ کا متضاد وطیرہ صاف اس بات پر چغلی کھاتا ہے کہ آپ انڈین یونین کی جائز و ناجائز مدد کرنے میں صرف اپنی ضمیر کی آواز کی پیروی نہیں کرتے رہے۔

بے شک آپ نے یہ رائے بطور ایک مبصر کے دی تھی۔ آپ نے انڈین حکومت کی پالیسی کو دیکھ کر یہ مشورہ دیا تھا۔ لیکن لارڈ موصوف انڈین یونین کے ملازم ہونے کے علاوہ ایک برطانوی مدبر اور اس سے بڑھ کر ایک انسان بھی تھے۔ کیا اتنے بڑے آدمی کے لئے اس طرح اپنے آقاؤں کی مرضی پر کاٹھ کی پتلی کی طرح رقص کرنا زیبا تھا۔

ایسی صورت میں کیا یہ گمان غلط ہوگا۔ کہ انڈین یونین کی ان تمام بدنام مہموں کی روح رواں دراصل لارڈ موصوف ہی تھے۔ اور انڈین یونین کی تمام تجاوزی پالیسی آپ ہی کی ذہانت کی مرہون منت ہے۔ اور پاکستان اور انڈین یونین کے تعلقات میں تلخیاں آپ ہی کی پیدا کردہ ہیں۔

مستورات کا جلسہ

مورخہ ۲۵ جولائی بروز اتوار صبح آٹھ بجے رتن باغ میں لجنہ اماء اللہ لاہور کا جلسہ منعقد ہوگا۔ بہنیں وقت مقررہ پر تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔

جنرل صدر لجنہ اماء اللہ لاہور

مردِ مسلماں سے

وہ کام کر کہ زمانہ میں نام ہو جائے
نہ ایک لمحہ بھی ضائع ہو زندگانی کا
ہے سروری کی تمنا اگر مسلماں کو
اگر بتائے کوئی معنیٔ حلال و حرام
سمجھ کہ ہار گیا بازیٔ حیات اگر
وہ موت تجھ کو میسر ہو راہِ الفت میں
شہِ عرب نے چلایا تھا جو عرب میں کبھی

ہر ایک دل میں ترا احترام ہو جائے
تمام عمر تری یوں تمام ہو جائے
غلامِ حضرتِ خیر الانام ہو جائے
جنابِ شیخ پہ جینا حرام ہو جائے
سمندِ نفس ترا بے لگام ہو جائے
نصیب جس سے بقائے دوام ہو جائے
وہی نظام یہاں کا نظام ہو جائے

کسی کے عشق میں محمود کیا تعجب ہے
مرا کلام جو مقبولِ عام ہو جائے

محمود احمد آبادی ایم اے بی ٹی ایس

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع

کوئٹہ ۲۰ جولائی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اسہال و پیچش کی وجہ سے تاحال ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور حضور کے خاندان کے دیگر افراد مقیم کوئٹہ خیریت سے ہیں۔

کوئٹہ ۲۱ جولائی۔ حضور کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

سیدہ ام ناصر کی طبیعت روبہ صحت ہے۔ مگر تاحال کئی ایک شکایات موجود ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار، حشمت اللہ

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی چند اکسیریں

(۱) زد جام عشق۔ مردانہ طاقت کی خاص دوا ایک ماہ کے لئے بیس روپے
(۲) قرص جواہر۔ اعضائے رئیسہ کے لئے ۱۰۰ گولی چھ روپے
(۳) نور منجن پائیوریا کا علاج ہے دانت محفوظ رکھتا ہے۔ دو روپے
(۴) سرمہ مبارک آنکھوں کی جملہ امراض کا علاج دو روپے ۸ آنے
(۵) افسنتین مرکب۔ معدہ کی اصلاح کرتی۔ وہم اور غم دور کرتی ہے ایکماہ چھ روپے
(۶) تو ریاق اکثرا مکمل کورس پچیس روپے
(۷) صندلین۔ خون پیدا کرتی اور خون صاف کرتی ہے ڈیڑھ ماہ دو روپے
(۸) حب بواسیر ۱۰۰ ٹکیہ آٹھ روپے
(۹) حب شفا برائے کھانسی و زکام ۱۰۰ گولی چھ روپے
(۱۰) اولاد نرینہ بیس روپے
(۱۱) قرص خاص برائے امراض خاص مردوں کے لئے ۱۰۰ ٹکیہ آٹھ روپے
(۱۲) رفیق نسواں ماہواری کی خرابیوں کا علاج خوراک ایکماہ آٹھ روپے

فائدہ نہ ہو تو خالی شیشی واپس آنے پر قیمت واپس کر دی جاتی ہے۔ یہ گارنٹی آپ کے روپے کی حفاظت کرتا ہے۔

دواخانہ نور الدین رضی اللہ عنہ جودھامل بلڈنگ لاہور

بہشتی مقبرہ اور ہمارا فرض

ہر احمدی کے ایمان کے امتحان کا یہ موقعہ ہے۔ کہ اگر وہ زیادہ قربانی نہیں کر سکتا تو کم از کم وصیت والی قربانی کرے اور دشمن کو بتا دے کہ قادیان سے نکلنے کو ہم صرف ایک عارضی مصیبت سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ مقام ہمارا ہے اور ہماری لاشیں وہیں دفن ہونگی"

(الفضل ۳۰ جون ۴۸ء)
سیکرٹری مقبرہ بہشتی

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

یاد رکھو کہ صرف جذبات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

احمدیت میں داخل ہو کر تمہیں سولی پر چڑھنا ہو گا

فرمودہ ۲ جون ۱۹۴۸ء بعد نماز مغرب
رتن باغ لاہور

مرتبہ: مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

کل میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ کچھ فاصلہ پر کوئی شخص ہے۔ اور وہ خوش الحانی سے کچھ شعر پڑھ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شعر میرے ہی ہیں۔ اس شخص کی آواز خوب بلند اور سریلی تھی۔ جب میری آنکھ کھلی۔ تو شعر تو کوئی یاد نہ رہا۔ لیکن ان کا وزن قافیہ اور ردیف اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے اسی وقت ایک مصرعہ بنایا۔ کہ وزن قافیہ اور ردیف یاد رہ جائیں۔ اور چونکہ وزن قافیہ ردیف یاد تھے۔ اس لئے اس ایک مصرعہ کی مدد سے میں نے ایک نظم تیار کرلی۔ (یہ نظم الفضل ۳ جون ۱۹۴۸ء میں شائع ہو چکی ہے) ان اشعار کا مضمون تو مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس لئے نظم کا مضمون میرے دل کا ہی۔ لیکن خواب بظاہر مبارک ہے۔

ان دنوں چونکہ میری طبیعت خراب رہی ہے۔ اس لئے مجلس میں آنے کا موقعہ کم ہی ملتا رہا ہے۔ معلوم نہیں کہ میری طبیعت آنتوں کی خرابی کی وجہ سے خراب ہوگئی ہے۔ یا پھر موسم کی خرابی کی وجہ سے میری یہ حالت ہے۔ کہ میری انتڑیوں میں سوزش اور تکلیف سی رہتی ہے۔ اور یہ

تین چار ہفتہ سے

چلی آرہی ہے۔ پاخانہ کو ٹسٹ کرایا تھا۔ اس میں خون کے سلز پائے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلز اسی سوزش کا نتیجہ ہیں۔ اور یا پھر کوئی رسولی ہے۔ جس کی وجہ سے پاخانہ میں خون کے سلز ملے ہوئے ہیں۔ شام کے وقت تو طبیعت اتنی نڈھال ہو جاتی ہے۔ کہ میرے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پرسوں یا اترسوں کا واقعہ ہے۔ کہ میں نماز کے لئے باہر نکلا۔ دروازے کے پاس آیا ہی تھا۔ کہ ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ جیسے گرنے لگا ہوں۔ طبیعت یکدم خراب ہو گئی۔ اور میں واپس چلا گیا۔ اور بستر پر لیٹ گیا۔ اس حالت کی وجہ سے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ہر وقت ایسے آدمی تیار رہنے چاہئیں۔ جو بوڑھوں کی جگہ لیں۔

قوم کی ترقی

اور شخصی ترقی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی کام کرنے والا مل جائے۔ اور قوم کی اس پر حسن ظنی ہو۔ تو وہ کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اور باقی قوم کے افراد میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کے قائمقام پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ لوگ غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور سو جاتے ہیں۔ مگر یہ طریق قومی ترقی کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ قوموں کی زندگی افراد کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ برطانیہ کو دیکھ لو۔ پندرھویں صدی سے بلکہ بارھویں صدی سے برابر ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ آٹھ سو سال سے برابر عزت میں زیادتی اور ترقی ملتی گئی ہے۔ اور تنزل کی حالت ہی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات ایسے ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر دوسرے لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اور بھی قومیں گزری ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لئے ان کی

سب سے مبارک چیز

ہی تباہی کا موجب ہوئی۔ ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دنیاوی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا۔ اور اپنے معجزات دکھاتا ہے اور غیر معمولی مدد اور نصرت اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ یہ عقیدہ اگر ہم بھلا دیں۔ یا یہ عقیدہ اگر ہم ترک کر دیں۔ تو ہمارا مذہب زندہ مذہب نہیں رہتا۔ دوسرے مذاہب میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔ عیسائیت میں دیکھ لو لوگ معمولی معمولی باتوں کو دیکھ کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ دیتے ہیں۔ اور انہی باتوں پر ہی وہ خوش ہو رہے ہوتے ہیں ان کا مذہب مذہب تو کہلا سکتا ہے لیکن

زندہ مذہب

نہیں کہلا سکتا۔ لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ دنیا میں اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔ اور اس عقیدہ میں ہم منفرد ہیں۔ اس عقیدہ میں اور کوئی جماعت یا گروہ ہمارے ساتھ شریک نہیں اگر ہم اس عقیدہ کو چھوڑ دیں۔ تو پھر ہم مذہب کا تو دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ مگر یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارا مذہب زندہ مذہب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لیحییٰ من حیّ عن بینۃ۔ اسلام آیا ہی اس لئے ہے۔ کہ وہی زندہ ہے۔ جو معجزات اور دلائل کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔ ابتدا سے ہی

قرآن مجید کا یہ دعوےٰ

چلا آرہا ہے کہ وہ صرف بینات ہی تمہیں نہیں دیتا۔ بلکہ اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ تمہیں بینات دیتا۔ اور پھر ان بینات کی وجہ سے تمہیں زندہ کرتا ہے۔

پس جو ان بینات سے زندہ ہو گیا جو قرآن مجید نے ہمیں دیں وہی مسلمان ہے۔ اس لئے قرآن مجید دوسرے مذاہب کی طرح خالی بینات کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ تمہیں ان بینات سے زندہ کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب والے اگر اپنے دعوے میں سچے بھی ہوں۔ تو انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ دیں گے۔ کہ ہمارا مذہب سچا مذہب ہے اور کچھ دلائل بھی دیں گے۔ لیکن ہم

صرف دلائل

دے کر دنیا کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتے۔ ہمارا دعوےٰ تو اسی وقت ہی سچا ثابت ہوگا۔ جب ہم اپنی زندگی کا ثبوت بھی دیں۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ تازہ بتازہ کلام دنیا میں نازل کرتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔ اس کے فرشتے آتے ہیں۔ اور انسانوں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے ہیں۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی مصائب کو حل کرتا ہے۔ اور سچے مذہب کو ترقی کی طرف لے جاتا۔ اور دوسرے مذاہب کو تنزل کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم آرام سے بیٹھ جائیں اور کہہ دیں۔ کہ خدا تعالےٰ خود کام کرے گا۔ ہمیں کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ اس کا یہ مطلب یہ بھی نہیں۔ کہ ہم

سستی اور غفلت

برتنی شروع کر دیں۔ اور سو جائیں۔ بجائے اس کے کہ ہم جاگیں۔ اور زیادہ بیداری اپنے اندر پیدا کرلیں۔ محنت اور کوشش کریں۔ اور اپنی قربانیاں پیش کریں۔ ہم سو جائیں۔ اور ساتھ ہی یہ خیال کرلیں۔ کہ خدا تعالےٰ خود ہمارے کام کرے گا۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک بچہ کو گھر والے جگائیں۔ اور کہیں کہ اٹھو فلاں کام کردو۔ وہ بچہ اٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اچھا میں وہ کام کرتا ہوں۔ لیکن جب وہ دوسرے بچے کو کہتے سنتا ہے کہ میں یہ کام کروں گا تو وہ وہیں سر رکھ دیتا ہے۔ اور سو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا کام دوسرا کردے گا۔ مجھے اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم بجائے سونے کے بیدار ہوتے۔ خدا کے نام کو بلند کرتے۔ اور اس کے ذکر میں لگے رہتے۔ ہم میں

احساس خدمت

پیدا ہوتا۔ خدا کے نشانات اور معجزات کو دیکھ کر ہم اس کے زیادہ شکرگزار بندے بن جاتے زیادہ عقلمند بنتے اور زیادہ محنت سے کام کرتے۔ لیکن صورت یہ ہے کہ کہا جاتا ہے۔ خدا جو کہتا ہے۔ کہ میں اسلام کو ترقی دوں گا میں اس کے لئے اپنی قدرت نمائی کرونگا۔

معجزات اور نشانات

دکھاؤں گا تو سب کچھ وہی کرے۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر سو جاتے ہیں۔

ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ خدا کے رسول ہیں جو دنیا میں خدا کے دین کو لے کر آئے۔ اور پھر آپ کو اتنی نعمت اور درجہ دیتے ہیں۔ اور اس میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں۔ کہ آپ کو

عالم الغیب کے درجہ تک

پہونچا دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے عاشق تھے۔ اور نعوذ باللہ من ذالک

نمازی ——— اور ——— نماز

اے نمازی نماز کھیل نہیں
پھلے پھولے یہ وہ بیل نہیں
روکھے سوکھے ترے رکوع و سجود
یہ وہ تل ہیں کہ جن میں تیل نہیں

حسن رہتاسی

دوسرے خدا اسے اپنی باتیں سنوا لیتے تھے۔ گویا خدا تعالےٰ آپ کے تابع تھا۔ خواہ ہمارے عقیدہ کے کوئی الفاظ ہوں۔ مگر نتیجہ اس سے یہی نکلتا ہے۔ سوائے اس عقیدہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیلایا عام مسلمانوں کے عقیدہ کا یہی مطلب نکلتا ہے کہ ہم نعوذ باللہ محمد رسول اللہ کے حاکم ہیں اور آپ خدا تعالیٰ کے حاکم ہیں۔ منہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ

ہمارے آقا اور سردار

ہیں۔ مگر آپ سب کوئی کام نہیں کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض ہے کہ ہماری شفاعت کریں اور خدا تعالیٰ کا فرض ہے کہ اُن کی شفاعت کو خاموشی سے مان لے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آپ اتنی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے اور آپ ضعف کی وجہ سے گر پڑتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ آپ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں اور پھر اتنی قربانیاں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ سے خوش ہے۔ اور اس نے آپ کے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس اعلان کے بعد آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں۔ آپ کیوں اتنا دکھ پاتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر آپ کو کونسی ضرورت ہے کہ آپ اس طرح اپنی جان کو تکلیف میں ڈالیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ بے شک خدا تعالےٰ کے مجھ سے وعدے ہیں۔ وہ مجھ سے بہت خوش ہے اور اس نے میرے اعمال کو قبول فرما لیا ہے مگر

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ہی نتیجہ ہے اور جتنے اللہ تعالیٰ کے احسانات زیادہ ہوں گے اتنی ہی زیادہ مجھے خدمت بجا لانی چاہئے۔ یہ نظریہ اس کا ہے جسے ہم اپنا آقا اور سردار سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ تو مبالغہ کر جاتے ہیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ کا بھی سردار بنا دیتے ہیں۔ لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ ہم چپکے سے گھر میں بیٹھ رہتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے۔ وہ موعود لڑکے کے کام آتا ہی ہے وہی سب کچھ کرے گا ہمیں کوئی جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں ہم تو آرام سے سو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے نشانات اور معجزات ہم نے دیکھے ہیں۔ اور اس کے ہم سے وعدے بھی ہیں۔ مگر بجائے اس کے کہ ہم اس کے احسانات اور معجزات کو دیکھ کر شکر گذار بندے بن جائیں اور پہلے سے بڑھ کر خدمت بجا لائیں۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ خدا خود کام کرے۔ ہمیں کسی کام کے کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک شخص نے مجھے خط لکھا ہے اور وہ احمدی ہے وہ لکھتا ہے کہ آپ ہر وقت زور دیتے رہتے ہیں کہ یوں قربانی کرو۔ یوں قربانی دو

خدا تعالےٰ کے احسانات

ہم پر ہیں یا ہمارے احسانات خدا تعالیٰ پر ہیں ہم اس کے نبی پر ایمان لائے۔ اس کے نشانات پر ایمان لائے پھر خدا تعالیٰ کی ذات پر ہم ایمان لائے اس کی خاطر ہم نے قادیان میں مکانات بنائے اور جائدادیں بنائیں۔ اب ہم اپنا نقصان کر کے وہاں سے آ گئے ہیں۔ ہمارے گھر اور جائدادیں سب لوٹ لی گئی ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کو ہماری منتیں کرے یا ہم اس کی منتیں کریں۔ خدا تعالےٰ قربانیاں کرے۔ یا ہم قربانیاں کریں۔ اس شخص کے سارے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسے قادیان سے محبت ہے۔ اور اخلاص اس میں پایا جاتا ہے۔ لیکن تعلیم کم ہے میں سمجھتا ہوں کہ قادیان کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے وہ اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکا۔ جوش غم میں وہ کہتا ہے کہ کیا ہم نے خدا سے کہا تھا کہ وہ ہمیں پیدا کرے۔ کیا ہم نے خدا سے کہا تھا کہ وہ قادیان کو مقدس بنائے کیا ہم نے خدا سے کہا تھا کہ وہ فلاں کام کرے کہ اب آپ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ قربانیاں کرو۔ ہم نے قادیان میں جائدادیں بنائیں۔ مکان بنائے یہ سب اسی کے کہنے پر ہی بنائے تھے۔ جو اب ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں اور ضائع ہو گئے ہیں اب

خدا کا فرض ہے

کہ وہ ہماری خدمت کرے نہ کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی خدمت کرتے پھریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ معذور ہے۔ معترض اور بے ایمان نہیں۔ جوش محبت میں وہ یہ پاگلانہ باتیں کہہ گیا ہے

اس کی مثال

ایسی ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ جنگل میں سے گذر رہے تھے آپ نے ایک گڈریے کو دیکھا کہ وہ بکری کا بچہ گود میں لیے اس کی جوئیں نکال رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے خدا۔ مجھے تم سے اتنی محبت ہے کہ اگر تو آدمی ہوتا۔ تو میں تیری اس طرح جوئیں نکالا کرتا۔ تمہارے کپڑے دھویا کرتا۔ اور اگر تمہارے کپڑے پھٹ جاتے تو میں تمہارے کپڑوں کو سیا کرتا۔ تمہارے پاؤں میں کانٹے چبھ جاتے تو میں تمہارے کانٹے نکالا کرتا۔ اپنی بکریوں کا دودھ دوہ کر سب سے پہلے تمہیں پلایا کرتا۔

موسیٰ علیہ السلام

نے جب اس گڈریے کی باتیں سنیں۔ تو آپ نے اس کو ڈنڈے سے مارا۔ اور کہا نالائق یہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ روتا ہوا بھاگا موسیٰ علیہ السلام جوان اور قوی تھے۔ مگر وہ گڈریا بڈھا اور کمزور تھا۔ اس لئے وہ ڈر گیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا کہ اے موسیٰ تم نے ہمیں بڑی تکلیف دی ہے یہ

میرا بندہ

تھا۔ وہ اتنا ہی سمجھتا تھا جس کا وہ اظہار کر رہا تھا۔ وہ علم جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اس کو تو نہیں دیا تھا۔ وہ ہم سے محبت کی باتیں کر رہا تھا۔ اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی۔ کہ وہ بکری کے بچے کو اٹھا کر اس کی جوئیں نکالے اور یہی قربانی وہ پیش کر رہا تھا کہ اے خدا اگر تو میرے پاس آ جائے تو یہ بکریاں چھوڑ دوں اور تمہاری جوئیں نکالنے لگ جاؤں اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی کہ جب بکری کے بچہ کو کانٹا چبھ جاتا تو وہ اس کو اٹھا لیتا اور اس کے کانٹے نکالتا۔ یہی قربانی اس نے خدا کے سامنے پیش کر دی کہ اے خدا اگر تو آدمی ہوتا اور تیرے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھ جاتا تو میں اس بکری کے بچے کو چھوڑ دیتا اور تمہارے کانٹے نکالنے لگ جاتا

خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ اس شخص کے پاس بڑی سے بڑی قربانی یہی تھی جو اس نے پیش کر دی۔ تم نے ناحق اسے مارا۔ جا اور اس سے معافی مانگ تا وہ دکھ جو اسے تیری وجہ سے ہوا۔ وہ دور ہو۔ اسی طرح اس آدمی میں بھی

جوش اور اخلاص

ہے۔ مگر صدمہ کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور جوش میں آ کر اس نے یہ بات کہہ دی ہے لیکن خدا کے ساتھ اس کا تعلق ہے اگر سوچا جائے۔ تو جو قربانی ہم نے کی ہے۔ اس کی توفیق ہمیں کس نے دی تھی۔ قادیان کس نے ہم کو دیا تھا وہ علم ہم کو کس نے دیا تھا جس کی وجہ سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ وہ دولت ہمیں کس نے دی تھی۔ جس سے ہم نے قادیان میں مکان اور جائدادیں بنائیں۔ کس نے ہم کو ایمان اور نیکی کی توفیق دی تھی۔ کن کانوں سے ہم نے موعود کو حاصل کیا تھا۔ یہ سب کچھ خدا کا تھا۔ غالب خدا تعالےٰ کے متعلق لکھتا ہے

> جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
> حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی اگر میں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جان بھی دے دی ہے تو کیا ہوا یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ میرا اس پر کوئی احسان نہیں ہے وہ جان بھی تو اسی کی دی ہوئی تھی حقیقت یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ہم پر جو حق تھا وہ ہم ادا نہیں کر سکتے

فتح مکہ کے بعد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف میں تشریف لے گئے۔ اور غنیمت کے مال تقسیم کئے تو اس وقت ایک نوجوان نے کہا کہ فتح تو ہم نے حاصل کی ہے اور غنیمت کا مال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ مجھے ایسی اطلاع ملی ہے۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ایک نوجوان تھا جس نے یہ بات کہہ دی ہے ہم سب اس سے بری ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دل میں تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ اور جو اس کے منہ سے نکلنا تھا وہ نکل گیا۔ لیکن اے مدینہ والو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ محمد رسول اللہ بے کس تھے بے در تھے۔ ہم نے آپ کو مدینہ میں پناہ دی۔ بغض اور کینہ کی وجہ سے مکہ والوں نے آپ کا پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور مدینہ پر چڑھ آئے۔ ہم باہر نکلے اور ان سے لڑائیاں کیں ہم نے اپنی جانیں قربان کر دیں ان لڑائیوں میں ہمارے رشتہ دار مرے ہمارے قبیلہ کے لوگ مرے اور اس طرح ہم نے آپ کو دشمنوں سے بچایا۔ ہم نے ہی مکہ کو فتح کیا۔ اور آپ کی حکومت کو سارے عرب میں قائم کر دیا۔ یہ سب کچھ ہم نے کیا۔ مگر مال و دولت جو ہاتھ آیا۔ وہ آپ نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سن کر انصار

پر رقت طاری ہو گئی۔ اور گریہ وزاری کی حالت میں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو یہ نہیں کہتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

دوسرا نظریہ

یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے آخری زمانہ میں ایک نبی لوگوں کی اصلاح کے لئے مکہ میں بھیجا۔ اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے مکہ کو عزت دی۔ مگر اس کی قوم نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسے وہاں سے نکالنے کے درپے ہو گئی۔ خدا تعالےٰ اپنے بندے کو وہاں سے نکال کر لے گیا۔ اور یہ نعمت مدینہ والوں کے سپرد کر دی۔ اس پر بھی مکہ والوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ لڑائی کے لئے باہر نکلے۔ اللہ نے اپنے بندے کی نصرت کی۔ اور اسے دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کی۔ یہ فتح دنیوی سامانوں سے نہیں ہوئی۔ کیونکہ دنیوی سامان موجود نہ تھے۔ نہ انصار نے یہ فتوحات حاصل کیں۔ اور نہ مہاجرین نے فتوحات حاصل کیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتے اتار ے اور ان کے ذریعہ اپنے بندے کو دشمنوں کے مقابلہ میں فتوحات دیں مکہ منتظر تھا۔ کہ اس کا حق اسے ملے۔

سینکڑوں اور ہزاروں

سال سے جو پیشگوئیاں مکہ کے متعلق آتی ہیں وہ پوری ہوں۔ کعبہ سے بت نکال لئے جائیں اور مکہ کو اس کا حق دیدیا جائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ مکہ والے اسے اپنے ساتھ مکہ لے جاتے وہ اونٹ ہانک کر لے گئے اور مدینہ والے اللہ اور اس کے رسول کو ساتھ لے آئے۔ پس انسان خواہ اس کا نظریہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ خود ہی ایسی باتیں بنا لیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ ہماری اپنی خرابی اور نقص کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ان فسادات کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم قربانیوں میں اور زیادہ بڑھ جاتے۔ اور ہمارے اندر ایسی نشاط خوشی اور امنگ پیدا ہو جاتی۔ کہ یہ قربانیاں سہل ترین نظر آنے لگتیں۔ ہر قربانی کے بعد بجائے اس کے کہ ہم میں فخر پیدا ہوتا۔ کبر پیدا ہوتا۔ اور یہ احساس پیدا ہوتا کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے ہمارے اندر ندامت پیدا ہوتی کہ یہ قربانی کیا تھی۔ جو ہم نے پیش کی۔ ہمیں کیا طاقت تھی۔ کہ ہم ایسا کرتے۔ مگر ان فسادات کے بعد بھی ہماری حالت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ہم پہلے سے زیادہ سست اور غافل ہو گئے ہیں۔ اور سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمیں کسی

قربانی اور جدوجہد

کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوت ہو جانے کے بعد ایک دن منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم میرے پاس آئے آپ کپورتھلہ کے رہنے والے تھے۔ بڑے مخلص اور نیک تھے۔ پہلے آپ منشی تھے۔ پھر ترقی کرکے

اور پھر تحصیلدار ہو گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بعد تحصیلدار بنے تھے۔ آپ کو حضرت صاحب کی زندگی میں صرف پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ اور یہ تنخواہ اس وقت ایک کلرک کے لئے بڑی تنخواہ سمجھی جاتی تھی۔ آپ چھ سات روپیہ میں گذارہ کر لیتے۔ اور باقی رقم بچا لیتے۔ مہینہ جب ختم ہو جاتا۔ تو آپ قادیان تشریف لاتے۔ اور بچی ہوئی رقم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے آپ عموماً کپورتھلہ سے پیدل چلکر قادیان تشریف لاتے۔ تا زیادہ خرچ نہ ہو۔ اور اس طرح زیادہ سے زیادہ رقم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ ہاں اگر اتفاقاً اگر کوئی سواری رستہ میں مل جاتی تو آپ ایک دو آنہ دے کر اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ مہینہ میں ایک دفعہ ضرور قادیان تشریف لاتے اور اپنے سارے مہینہ کی بچت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے۔ گویا آپ نے اپنا یہ دستور بنا لیا تھا کہ سارا مہینہ روپے جمع کرتے رہیں۔ اور مہینہ کے اختتام پر پیدل چلکر یا تھوڑے بہت پیسے خرچ کرکے سواری کے ذریعہ قادیان آئیں اور اپنی نذر پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ قادیان تشریف لائے۔ اور کسی نے اندر آکر مجھے کہا کہ منشی اروڑے خاں صاحب باہر کھڑے ہیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو تعلق تھا اسے میں جانتا تھا۔ میں باہر آیا۔ اور جب میں باہر آیا تو منشی صاحب چیخیں مار کر رونے لگ پڑے میں نے سمجھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے دیکھ کر ان کی محبت یکدم جوش میں آگئی ہے۔ اور آپ رونے لگے ہیں۔ میں کھڑا رہا۔ اور آپ دس پندرہ منٹ تک روتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تین چار یا شاید پانچ تھیں

اشرفیاں

جیب سے نکالیں۔ اور کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں میں قادیان آیا کرتا تھا۔ اور جو کچھ بچا ہوا ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ لوگ راجہ کے سامنے اشرفیاں پیش کرتے ہیں۔ جسے دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے کہ راجہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا نسبت۔ اسے تو اشرفیاں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن آپ کو پیسے اور روپے۔ خدا کی طرف سے جو عظمت اور بڑائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ اور جو قرب آپ کو حاصل ہے۔ اس کے باوجود آپ کی خدمت میں ہم روپوں کی نذر حقیر

پیش کرتے ہیں۔ خیال آیا کہ میں کبھی آپ کی خدمت میں سونے کی نذر پیش کروں۔ پہلے اشرفیاں جمع کروں اور پھر نذر پیش کروں مگر مجھ میں اتنی برداشت کہاں تھی کہ اتنا زیادہ عرصہ آپ سے دور رہوں اور اشرفیاں جمع کروں۔ میں تو مہینہ ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہوتا لے آتا۔ پیدل آتا یا تھوڑے بہت پیسے خرچ کرکے سواری پر بیٹھ جاتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آکر نذر پیش کر دیتا۔ خواہش تھی۔ کہ سونے کی نذر پیش کروں مگر نوکری ایسی نہ تھی کہ یہ خواہش پوری ہو سکے اور نہ ہی اشرفیاں جمع کرنے کے لئے زیادہ عرصہ تک انتظار کر سکتا تھا۔ اس لئے میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ پھر فرمانے لگے۔ ابھی تک درد اور کشمکش میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی۔ پھر میں تحصیلدار بنا۔ یہ کہہ کر آپ کی چیخ نکل گئی۔ پھر وقت آیا۔ اور اشرفیاں جمع کیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی زندہ نہ رہے۔ کہ آپ کے حضور نذر پیش کر سکوں ان لوگوں میں جو درد تھا۔ وہ ویسا ہی ہوتا۔ جیسے

بکرے کو ذبح کر دیا جائے

تو وہ تڑپتا ہے۔ منشی صاحب نے کچھ چیخ ماری پھر جب صبر آیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائمقام حضرت ام المؤمنین (اطال اللہ بقاءھا) ہیں۔ یہ اشرفیاں میری طرف سے بطور نذرانہ ان کے پیش کر دیں۔ دیکھو کتنی بڑی قربانی ہے کپورتھلہ قادیان سے ۲۵-۳۰ میل دور تھا۔ پھر خدا تعالےٰ کا عجب رنگ ہے کہ آپ سارے مہینہ جو کچھ جمع کرتے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ اور پھر یہ خواہش بھی رہتی تھی کہ اور زیادہ پیش کریں۔ مگر لمبے عرصہ تک انتظار بھی نہ کر سکتے

پھر ان لوگوں میں میں نے بہت زیادہ ادب دیکھا ہے۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم کے متعلق مجھے یاد ہے۔ کہ ہمارے بچپن میں ہمیں کیلوں کے پتوں کے کھلونے بنا کر دیا کرتے تھے۔ آپ باریک باریک پتوں کے گھوڑے اور اونٹ بناتے جنہیں دیکھ کر ہم بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ بڑی اچھی قسم کے کھلونے تیار کیا کرتے تھے۔ ہم آپ کو آتے دیکھکر بہت خوشی ہوا کرتے تھے۔ اور ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ آپ ہمیں کھلونے بنا کر دیں۔ اب تو شاید مجھے اس قسم کے کھلونے بنانے یاد نہ رہے ہوں گے۔ مگر اس وقت ہم نے بھی ان سے یہ فن سیکھ لیا تھا۔

سی طرح ایک شخص

پیرا

ہوا کرتا تھا۔ جو عام کاموں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا ہوا تھا۔ منشی اروڑے خاں صاحب پیرا کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم تھا۔ اور آپ کے دروازہ پر رہتا تھا جب کبھی آپ قادیان تشریف لاتے۔ پیرا کے پاس ضرور جاتے اور اس سے مصافحہ کرتے۔ اور

دو آنہ چار آنہ

کے پیسے اس کے ہاتھ پر رکھتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ پیرا ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہتا ہے۔ اس لئے اس کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ چونکہ آپ کی آمدنی کم تھی۔ اس لئے آپ اسے دو آنہ چار آنہ ہی دیتے تھے اور اس وقت کے لحاظ سے یہ بھی بڑی چیز تھی۔ اس قسم کے احساسات ان لوگوں میں پائے جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے احساسات ان لوگوں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ ہمارا کام اب بڑھ گیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ اس وقت ایک احمدی کے مقابلہ میں دنیا کی دو ارب آبادی تھی۔ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر اس وقت ایک احمدی تھا۔ تو اس پر صرف دس آدمیوں کی نظر پڑتی تھی۔ اب اگر ہماری تعداد ایک لاکھ ہے۔ تو ایک کروڑ آدمیوں کی نظر ہم پر پڑتی ہے پہلے ہمارے مخالف اگر دس تھے۔ تو اب سو ہیں۔ اس وقت احمدیت سے زیادہ لوگ واقف نہیں تھے۔ اب جیسے جیسے ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہماری مخالفت بڑھ رہی ہے۔ اور زیادہ لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں انڈین یونین کو ہی لے لو۔ وہ اب ہمیں اپنا رقیب خیال کرتی ہے۔ تیس کروڑ آبادی کی نظر وہ اٹھائی لاکھ احمدیوں پر ہے۔ حالانکہ احمدی جہاں کہیں ہے حکومت کا وفادار ہے۔ مگر سوال یہ نہیں کہ ہم کیا ہیں سوال تو یہ ہے کہ دنیا اپنی جہالت سے ہم کو کیا سمجھتی ہے۔ پس پہلے اگر ایک کے مقابل پر دس تھے تو اب ایک کے مقابل میں بہت زیادہ ہیں۔ جو ہمیں دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پس ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ ہم پہلے کتنے تھے اور اب کتنے ہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ پہلے کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی تھیں۔ اور اب کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔ پہلے ایک شہر کے چند محلوں سے نکل کر دو شہروں کو ہمارا پتہ بھی ہوتا تھا کہ ہم کون ہیں۔ اب بھی کئی ایسی جگہیں ہیں۔ جہاں کے لوگوں نے ہمارا ذکر نہیں سنا۔ پچھلے دنوں ایک دوست مجھے ملنے آئے تھے۔ جو سی۔ پی کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے کہا [illegible] کہ میں نے

رشتہ وناطہ کے متعلق ضروری ہدایت

قواعد وضوابط میں قاعدہ ۸۳۵ ب کے ماتحت لکھا ہے:۔

"چونکہ ابھی تک احمدیوں میں رشتہ وناطہ کی دقت ہے۔ اور بعض احمدی لڑکیاں اس واسطے بغیر شادی کے بیٹھی رہتی ہیں۔ کہ احمدی لڑکے غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اس لئے عارضی طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ جاری فرمایا ہے کہ کوئی غیر احمدی لڑکی نظارت تعلیم وتربیت کی اجازت کے بغیر رشتہ میں نہ لی جائے اور نظارت تعلیم کو استثنائی طور پر صرف اس صورت میں اجازت دینے کا اختیار ہے۔ کہ جب یا تو منگنی پہلے سے ہو چکی ہو۔ یا رشتہ کی اجازت دینے میں کوئی خاص خاندانی یا قومی یا دینی فوائد حاصل ہونے کی توقع ہو"۔ (صفحہ ۲۳۶)

عہدیداران احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ احمدی لڑکیوں کے احمدی لڑکوں سے رشتہ کرانے کی طرف خاص توجہ دیں:۔ (ناظر تعلیم وتربیت)

غیر اسلامی رسوم کا سدِ باب

بعض رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ابھی تک شادی کے موقع پر مہندی اور لڑکی اور لڑکے کو تیل ڈالنا وغیرہ غیر اسلامی رسموں سے احتراز نہیں کرتے۔ نظارت ہذا کے نزدیک یہ اس بات کا نتیجہ ہے۔ کہ جماعت کے عہدیداران۔ احباب کو سلسلہ کی تعلیم سے واقف نہیں کرتے اور بار بار ان امور کی قباحت بیان نہیں کرتے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کے احباب کا فرض ہے کہ وہ غیر اسلامی رسوم کا سدِ باب کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن الہام "یحیِ الدین ویقیم الشریعۃ" (تذکرہ) میں بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ شادی وغیرہ تقاریب خالص اسلامی طریق سے منائیں۔ اور غیر اسلامی رسوم سے قطعی طور پر اجتناب کیا جائے۔ (ناظر تعلیم وتربیت)

ایل۔ایم۔ایس کے امتحان میں کامیابی

امۃ الحمید مفتی بنت جناب مفتی فضل الرحمن صاحب مرحوم نے میڈیکل کالج لاہور سے ڈاکٹری کا امتحان ایل۔ایم۔ایس اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا ہے۔ آپ مڈوائفری میں اول رہی ہیں۔ پناہ گزین عورتوں کے بچہ پیدا ہونے کے کیس آپ نہایت درجہ شوق اور محنت سے بغیر کسی معاوضہ کے کرتی رہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین نے عزیزہ کے کام پر خوش ہو کر کہا "ہماری ڈاکٹر"۔ عزیزہ دواخانہ نور الدین میں کام کر رہی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیزہ کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(عبد الوہاب عمر خلف حضرت خلیفہ اول رض)

شادی اور شکرانہ فنڈ

ہمارے ملک میں بیاہ شادی کی تقریبات پر مختلف قسم کی رسوم منائی جاتی ہیں۔ اور لوگ آئے دن چند دن کی واہ واہ کی خاطر سینکڑوں روپے ناجائز طور پر خرچ کر کے تباہ وبرباد ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں ان رسم ورسوم سے نجات دلادی۔ پس اس احسان کے شکریہ کے طور پر مناسب ہے کہ خوشی کی تقریبوں پر مثلاً نکاح پر۔ بچہ کی پیدائش پر۔ امتحان کی کامیابی پر۔ روزگار کے ملنے پر۔ انعام یا ترقی پانے پر۔ تجارت میں غیر معمولی نفع حاصل ہونے پر شکرانہ کے طور پر حسب توفیق کچھ نہ کچھ رقم شادی شکرانہ فنڈ میں جمع کرائی جائے۔

عہدہ داران مقامی اگر اس قسم کی تقریبات پر اس مد میں چندہ وصول کرنے کا انتظام فرما دیں تو ان مواقع پر معمولی تحریک بھی کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور مرکزی فنڈ کی مضبوطی کا باعث ہو سکتی ہے۔

(نظارت بیت المال)

ایک ضروری اعلان

بعض سیکرٹریان مال اور سیکرٹریان وصایا وصیت کے متعلق بعض امور دریافت کرنے کے لیے غیر متعلقہ دفاتر سے خط وکتابت کرتے رہتے ہیں اور وہ دفاتر پھر ایسی خط وکتابت دفتر بہشتی مقبرہ میں بھجوا دیتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو دفتر ہذا کی طرف سے جواب دیر سے جاتا ہے۔ اس لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ سیکرٹریان یا دوسرے افراد وصیت کے متعلق جملہ امور دریافت کرنے کے لیے صرف سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو خطاب کیا کریں تا ان کے ارشادات کی تعمیل جلد ہو سکے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

میٹرک پاس طلباء کیلئے نادر موقعہ

سول انجینئرنگ سکول میں داخلہ شروع ہونے والا ہے۔ امسال کافی تعداد میں طلباء لئے جائیں گے۔ کیونکہ پاکستان کو ایسے نوجوانوں کی خدمات جلد درکار ہیں جو اس سکول کا کورس ختم کر لیں آئندہ کورس بھی ۱½ سال کا ہو گیا ہے۔ اس محکمہ میں ترقی کا وسیع میدان کھلا ہے۔ اس لئے میں احمدی میٹرک پاس طلباء کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ کثرت سے اس سکول میں داخل ہوں۔ پراسپیکٹس ۹ر کا منی آرڈر بھیجکر سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے مل سکتے ہیں

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ)

تعاونی کمیٹی کے حصہ دار فوراً توجہ فرمائیں

قادیان میں ایک تعاونی کمیٹی میرے زیر انتظام جاری تھی۔ اب جو ممبر مجھے ملے ہیں انہوں نے کمیٹی کے حصوں کو بحالات موجودہ جاری رکھنا ناممکن بتایا ہے اسلئے تجویز کیا گیا ہے کہ قرعہ کے ذریعہ جن دوستوں نے اپنے نام کی رقوم وصول کر لی ہیں اور بقیہ اقساط انکے ذمہ واجب الادا ہیں انہیں سے ہر ایک کے ذمہ ایک یا دو تین حصہ دار حسب رقم قرض دیئے جائیں۔ اس طرح باقساط ہر ایک حصہ دار کا حق ادا ہو جائیگا اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ضروری ہے

اوّل:۔ ہر حصہ دار اپنے موجودہ پتے سے مطلع کرے

دوم:۔ ہر حصہ دار اپنی جمع کردہ رقم سے اور اگر ان کے نام کا قرعہ نکل چکا ہے تو وصول کردہ رقم سے بھی، بتفصیل مطلع کرے

سوم:۔ ہر حصہ دار جو بذریعہ قرعہ رقم لے چکا ہے مطلع کرے کہ آیا وہ واجب الادا رقم یکمشت دے گا۔ یا کمیٹی کی مقررہ اقساط سے ماہ بماہ دے گا۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا اطلاع آنے پر حصہ دار کو مشترکہ اخراجات اس کی آمد اور فاضلہ یا بقایا سے بذریعہ رجسٹری خط اطلاع دی جائے گی جملہ اطلاعات کا ایک ماہ تک انتظار کیا جائے گا۔

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری احمد نگر۔ بر ستہ لالیاں ضلع جھنگ

پاکستان کے دارالحکومت کی حدود مقرر کر دی گئیں

کراچی ۲۳ر جولائی۔ گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے ایک خاص فرمان جاری ہوا ہے جس میں کراچی کی نئی حدود مقرر کر دی گئیں ہیں۔ جن کے مطابق چھاؤنی کا علاقہ اور بندرگاہ میں واقع جزیرے یعنی منوڑا، جینٹ بابا، بنگو، اور شمس پیر کراچی میں شامل ہوں گے۔ مرکزی حکومت جس طریق سے چاہے گی۔ کراچی کی صوبہ سندھ سے علیحدگی کا اعلان کرے گی۔ کراچی کے نظم و نسق کے جملہ اختیارات گورنر جنرل کے ہاتھ میں ہوں گے جنہیں وہ بذات خود یا کسی منتظم کی معرفت استعمال کریں گے۔ اس نئے آرڈیننس کا نام آزادی پاکستان اسٹیبلشمنٹ آف دی فیڈرل کیپٹل آرڈر ۱۹۴۸ء ہے معلوم ہوا ہے گورنر سندھ کے سیکرٹری مسٹر ہاشم رضا آئی سی ایس نئے کراچی کے پہلے منتظم ہوں گے اور سید کاظم رضا جو اس وقت سندھ کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس ہیں۔ پہلے کمشنر مقرر کئے جائیں گے۔

ہندوستان پرمٹ سسٹم واپس لینے کیلئے تیار نہیں

بین المملکتی کانفرنس کے فیصلے

لاہور ۲۳ر جولائی۔ تبادلہ املاک، پرمٹ سسٹم کا اجراء، قیدیوں کا تبادلہ، چھینی ہوئی عورتوں کی واپسی وغیرہ کے متعلق جو بین المملکتی کانفرنس یہاں منعقد ہو رہی تھی۔ وہ کل چار گھنٹے کے طویل اجلاس کے بعد ختم ہو گئی۔

پاکستان کے نمائندوں کی تجویز کے مطابق تبادلہ املاک کے متعلق یہ قرار پایا کہ سردست اس سلسلے میں بنیادی اصول وضع نہ کئے جائیں۔ قوانین وضع کرنے سے قبل ضروری ہے کہ طرفین کی چھوڑی ہوئی جائدادوں کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کی جائے۔ کہ انکی مالیت کیا ہے۔ دیہاتی علاقے میں کتنی جائداد ہے اور شہری علاقے میں کتنی۔ چنانچہ اس مسئلہ پر آئندہ کسی کانفرنس میں غور کیا جائے گا۔

پاکستانی وفد نے دہلی کے قیدیوں کے تبادلہ کے متعلق بھی ایک فارمولا پیش کیا۔ اسکے متعلق آخری فیصلہ تو ابھی نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ طے پا گیا کہ جبتک آخری فیصلہ نہ ہو جائے سزائے موت پانیوالے کسی قیدی کو پھانسی نہیں دی جائے گی۔

پاکستانی نمائندہ نے پرمٹ سسٹم کے اجرا کے خلاف شدید احتجاج کیا اور بتایا کہ اگر اس سسٹم کو بند نہ کیا گیا تو پھر پاکستان بھی اپنی حدود میں غیر مسلموں کے داخلے پر اسی قسم کی پابندی عائد کریگا۔ لیکن ہندوستانی نمائندے پرمٹ سسٹم پر مصر رہے۔ اور اعلان کیا کہ یہ بہر حال جاری رہے گا۔

اس کانفرنس میں تیس کے قریب نمائندے

بین الاقوامی امن کی خاطر حیدرآباد کے مسئلہ میں مداخلت کی اپیل

لاہور ۲۳ر جولائی۔ آج مغربی پنجاب اسمبلی کے سپیکر شیخ فیض محمد نے اتحادی قوموں کی انجمن سے اپیل کی کہ وہ بین الاقوامی امن کے لئے حیدرآباد کے مسئلے میں مداخلت کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی حکومت نے حیدرآباد کی جو ناکہ بندی کر رکھی ہے وہ اب مسلمانوں سے برداشت نہیں ہو سکتی۔

شیخ فیض محمد صاحب نے کہا کہ اس وقت سب سے بڑا متنازعہ فیہ معاملہ حیدرآباد کا ہے۔ قانون آزادی ہند ۱۹۴۷ء نے جہاں دو مستعمرات کی بنیاد ڈالی تھی۔ وہاں ہندوستانی ریاستوں کو بھی آزادی دی تھی۔ اور حیدرآباد ہندوستانی ریاستوں میں سب سے بڑی اور اہم ریاست ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد اتنی بڑی ریاست ہے۔ اور اس کے ذرائع اتنے وسیع ہیں کہ یہ برطانوی دولت مشترکہ میں ایک آزاد ریاست کی حیثیت سے شامل ہو سکتا ہے اور اگر برطانیہ حیدرآباد کے خلاف ہے۔ تو وہ آزاد بھی رہ سکتا ہے۔

شیخ صاحب نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ہندوستان اتحادی قوموں کی انجمن کا ممبر بن گیا ہے۔ مگر حیدرآباد ابھی تک نہیں بنا ہے۔ بلکہ صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسے اس انجمن کا ممبر بننے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ مگر یہ اس امر کی دلیل تو نہیں ہے کہ ہندوستان کی حکومت کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وہ حیدرآباد کی حکومت کو تنگ و پریشان کرے۔ اور اس پر ناجائز دباؤ ڈالے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اتحادی قومیں واقعی امن قائم کرنا چاہتی ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اس معاملہ پر فوراً غور کریں۔ اور حکومت ہند کو اس کے اس جارحانہ اقدام سے باز رکھے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان اور حیدرآباد کی جنگ محض دو ملکوں کی جنگ نہ ہو گی۔ اور نہ ہی یہ جنگ اس برِّ اعظم تک محدود رہے گی۔ بلکہ یہ جنگ تمام دنیا پر اثر انداز ہو گی۔

انہوں نے بیان کے آخر میں کہا کہ حیدرآباد کو اسلامی دنیا میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ اور یہ فرض کر لینا درست نہیں ہے کہ اس کی آزادی کے ساتھ کھیلنا مسلمان برداشت کر لیں گے

ری سیٹلمنٹ کیمپ کے بارہ ہزار پناہ گزین کل دو بجے سے خیموں سے غائب ہیں

ارکان وزارت کو کیمپ کا معائنہ کرنے کی دعوت

لاہور ۲۳ر جولائی ——— اپنے نامہ نگار سے ———

باؤلی کیمپ کی برانچ ری سیٹلمنٹ کیمپ کے بارہ ہزار پناہ گزین کل صبح کے ۲ بجے سے اپنے خیموں سے غائب ہیں۔ کیمپ کے منتظمین بھی جو سب کے سب ایک بیرک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے متعلق سوائے اسکے کچھ نہیں بتا سکتے کہ یہیں کہیں دوسرے کیمپوں کی بیرکوں میں گھس گئے ہوں۔ اسوقت باؤلی کیمپ کی پانچ برانچوں میں پچاس ہزار میو وراہ گیر پناہ گزین مقیم ہیں۔ ان پچاس ہزار میں سے قریباً اڑھائی سو پناہ گزین موجود تھے۔ کیمپ کے اور ۱۲ ہزار پناہ گزین ری سیٹلمنٹ کیمپ کے کھلے آسمان کے نیچے معمولی کپڑوں کے تنے ہوئے خیموں میں زندگیاں گزار رہے ہیں۔ چونکہ کیمپ کا میدان گڑھوں سے اٹا پڑا ہے۔ لہذا جب کل دو بجے بارش شروع ہوئی تو میدان میں پانی جمع ہو ہو کر خیموں کے اندر آنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ صبح دو بجے کے وقت یہ عالم تھا۔ کہ جو لبس کیمپوں تک جاتی ہے۔ اس کے قریباً تین چوتھائی ٹائر پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور ابھی وہ پکی سڑک پر چل رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پناہ گزین افراتفری میں خیموں سے سوائے چند ضروری اشیاء کے کچھ نکال نہیں سکے۔ کیونکہ بعض کی چارپائیاں اور گھر کا معمولی معمولی سامان پانی میں تیر رہا تھا۔ پانی تمام خیموں کے اندر چل رہا تھا۔ سوائے کیمپ کے ایک کونے میں افسروں کی بیرک کے۔ جہاں خفیف خفیف بادل کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک ہُو کا سماں تھا۔

وہاں سے ہٹ کر میں باؤلی کیمپ کی طرف لوٹا۔ تو دیکھا۔ سوائے سڑکوں کے اور کوئی جگہ نہیں۔ جہاں پانی نہ ہو۔ پانی بیرکوں کی دہلیزوں سے ٹکرا کر لہراتا ہے۔ اور بعض جگہوں پر اتنا گہرا تھا کہ بچے تیر رہے تھے۔

واپسی پر مجھے کرنال کا ایک بوڑھا ا نگڑا ایک چارپائی اُٹھائے جس پر اُس نے دو ایک پوٹلیاں سی رکھی ہوئی تھیں ملا۔ میرے پوچھنے پر کہ بڑے میاں اب کہاں جاؤ گے؟ اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگا۔ کیا معلوم کہاں جاؤں گا۔ بہر حال کسی کیمپ ہی میں جاؤنگا۔ اگر کسی پناہ گیر نے ترس کھا کر بیرک میں گھسنے کی اجازت دے دی۔ کوئی ایسا پناہ گیر جو مکان حاصل کر چکا ہے یا کوئی انصار جس کا اپنا مکان ہے۔ وہ تو مجھے گھسنے کی اجازت شاید نہ دے۔ پھر اسکی زبان پر شکایت جاری ہوئی جس دن افسر اور وزیر آتے ہیں۔ اسی دن صفائی کر دی جاتی ہے۔ بچوں کے کپڑے بدلوا دئیے جاتے ہیں۔ راشن بھی پورا ۲۲

جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب لنڈن تشریف لے گئے

لنڈن ۲۳ر جولائی مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بی۔ امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم چوہدری اسد اللہ خانصاحب آج بخیریت لنڈن پہنچ گئے ہیں

بارہ گھنٹے میں پانچ گھنٹے بارش
بہت سے مکانات منہدم ہو گئے

لاہور ۲۳ر جولائی۔ کل لاہور میں بارہ گھنٹے تک مسلسل بارش ہوتی رہی اندازہ ہے کہ مجموعی طور پر کل پانچ انچ کے قریب بارش ہوئی ہے آسمان پر تمام دن گھنے بادل چھائے رہے اور کم و بیش تمام وقت موسلا دھار بارش برستی رہی بعض علاقوں میں سڑکوں و راستوں اور کھلے میدانوں میں فٹ دو فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ پرانے شہر کے علاقے میں جو فصیل کے اندر واقع ہے۔ تمام رات لوگوں نے نہایت خوف کی حالت میں جاگتے ہوئے بسر کی۔ کیونکہ دن بھر کی شدید بارش کی وجہ سے بہت سے کچے مکان گرنے شروع ہو گئے۔ اور گرتے ہوئے مکانوں کے دھماکوں سے باشندگان شہر بلند بھر کر نہ سو سکے۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔

جو شریک ہوئے۔ پاکستان کی طرف سے شامل ہونے والوں میں وزیر خارجہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان۔ خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ اور صوبہ سرحد کے وزیر تعلیم میاں جعفر شاہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مسٹر نور احمد کی سر ظفر اللہ خاں سے درخواست

چٹاگانگ ۲۳ر جولائی۔ مسٹر نور احمد صدر چٹاگانگ میونسپلٹی و ممبر مجلس آئین ساز پاکستان نے مشرقی پاکستان کے حامیوں کی جانب سے حکومت کے وزیر خارجہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ چٹاگانگ سے ۲ دو جہازوں کا اور بندوبست کریں۔ کیونکہ یہاں سے سات ہزار سے زیادہ زائرین حج کے لئے جا رہے ہیں۔

۲۲ مل جاتا ہے۔ آج آئیں تو ہمارا سب حال دیکھیں کہ ہم پر کیا گذر رہی ہے۔ اور ابھی جب اس پانی کے بعد ٹاپ (ملیریا) پھیلے گا تو ہم پر کیا گذرے گی۔